(کالا کوا کھانا حرام ہے زاغ معروفہ)

اشرف البراہین المنہودہ علی حرمت الغرابین الہندیہ

ابتدائیہ: از مصنف!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اور صلاۃ کے بعد بندہ ہیچمداں عاصی امیدوار رحمت الہی **محمد گل کابلی** عرض پرداز ہے کہ اماکن مختلفہ جیسے سہارنپور، میرٹھ اور علاقہ مظفر نگر سے چند استفتا اس مسکین کے پاس دربارہ حلت و حرمت زاغان ہندی کے پہنچے اور میں نے ہر ایک استفتا (کا جواب) تحریر کرنا اپنی طاقت سے خارج سمجھا۔ لہذا **برادر دینی عزیز جانی میاں محمد اشرف صاحب مراد آبادی حنفی المذہب اور شاذلی المشرب** نے مجھ سے فرمایا:

کہ (آپ کو) ایک ایسی کتاب مختصر چند ورقہ، مفتی بہا روایات پر مشتمل تالیف کرنا چاہیے کہ ان روایات کی بموجب (روشنی میں) ان دیسی کوؤں کی حلت و حرمت کا حال بخوبی معلوم ہو۔ اور (میں) اس کو چھپوا کر وقف کر دوں گا اور جو مسلمان اس کو طلب کرے، محصول ڈاک اس کے ذمے اور کتاب مفت بھیجوں گا۔

لہذا بندہ مسکین نے اس مختصر (کتاب) میں اقوال مفتی بہا کو جمع کیا کہ ان سے دیسی کوے کی حرمت بخوبی ثابت ہے۔ اور چوں کہ برادر دینی میاں محمد اشرف صاحب اس مختصر تالیف کے لیے علت باعثہ تھے۔ لہذا ان کے نام کا آخری حصہ کتاب کے نام میں داخل کر کے اس کا نام

"اشرف البراہین المنہودہ علی حرمت الغرامین الہندیہ"

رکھا۔ امید ہے کہ جو مسلمان بھائی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے تو مجھ مسکین اور میاں محمد اشرف صاحب کو دعائے خیر سے یاد اور شاد فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال۔ ﴿۱﴾

علمائے دین سے (سوال) یہ ہے کہ یہ دیسی کوا کبھی خالص نجاسات اور کبھی پاک چیزیں کھاتا ہے۔آیا یہ شرعًا حلال ہے یا حرام؟

جواب۔ ﴿۱﴾

دیسی کوا مکروہ تحریمی ہے۔اس لیے کہ فقہا کے نزدیک سوائے شکاری کوے کے باقی کوے تین قسم کے ہیں۔اور یہ قید کہ سوائے شکاری کوے کے باقی تین قسم کے کوے اور ہیں، اس لیے لگائی ہے کہ میں نے شکاری کوے کو ملا کر کوؤں کی چار قسمیں کی ہیں۔اور چلپی کی عبارت یہ ہے:

"اعلم ان الغراب اربعة انواع: نوع یاکل الحبوب فقط یقال له غراب الزرع کما سیاتی فهو حلال اتفاقا لانه لیس من سباع الطیر ولا یاکل الجیف ونوع یاکل الجیف فحسب فهو حرام اتفاقاً ونوع معدود من سباع الطیر فهو حرام اتفاقا، ایضاً ونوع یجمع بین الحب والجیف وهو حلال عند الاعظم۔ وهو العقعق الذی یقال له بالفارسیة عکه۔"(۱)

ایک کوا وہ ہے کہ فقط پاک چیزیں کھاتا ہے۔اس کو غراب زرع کہتے ہیں۔ یہ بالاتفاق حلال ہے۔

---

(۱) (یعنی کوؤں کی چار قسمیں ہیں۔ایک وہ جو صرف دانہ کھاتا ہے، اسے کھیتی کا کوا کہا جاتا ہے۔جیسا کہ عن قریب اس کی بحث آئے گی۔یہ کوا بالاتفاق حلال ہے۔کیوں کہ یہ وحشی پرندوں سے میں سے نہیں ہے۔اور نہ مردار کھاتا ہے۔اور ایک کوا وہ ہے جو خالص مردار کھاتا ہے وہ بالاتفاق حرام ہے۔اور ایک وہ جو وحشی پرندوں کی قسم میں شمار کیا جاتا ہے۔وہ بھی بالاتفاق حرام ہے۔اور ایک کوا وہ ہے جو دانہ اور مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے۔وہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔اور وہ عقعق ہے جسے فارسی میں عکہ کہا جاتا ہے۔)

[حاشیہ وقایہ بنام، ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ:
المعروف حاشیہ چلپی، مطبع منشی نولکشور: ج۲ص۲۰۰]

دوم وہ ہے کہ فقط ناپاک چیزیں کھاتا ہے۔ اس کو ابقع کہتے ہیں۔ اور یہ بالاتفاق مکروہ ہے۔
تیسرا وہ ہے کہ کبھی مانند مرغی (مرغی کی طرح) نجاسات کو اشیاے دیگر (دوسری چیزوں) جیسے خاک، راکھ یا ریت، کے ساتھ خلط کرنے کے بعد کھاتا ہے۔ اور کبھی پاک چیزیں بھی کھاتا ہے۔ اس کوے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک حلال اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور اس کو عقعق کہتے ہیں۔

چناں چہ شامی میں مسطور ہے :

”(قوله والغراب الأبقع) أي الذي فيه بياض وسواد قهستاني۔

قال في العناية: وأما الغراب الأبقع والأسود فهو أنواع ثلاثة: نوع يلتقط الحب ولا يأكل الجيف وليس بمكروه. ونوع لا يأكل إلا الجيف وهو الذي سماه المصنف الأبقع وإنه مكروه. ونوع يخلط يأكل الحب مرة والجيف أخرى ولم يذكره في الكتاب، وهو غير مكروه عنده مكروه عند أبي يوسف اهـ والأخير هو العقعق كما في المنح۔“[2]

اس عبارت شامی کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کوا خواہ ابلق (سیاہ اور سفید) ہو یا سیاہ ہو، تین قسم ہیں: ایک غراب زرع کہ سواے پاک چیزوں کے اور چیز نہیں کھاتا، یہ بالاتفاق حلال ہے۔ دوم ابقع مکروہ کہ سواے مردار کے اور چیز نہیں کھاتا، یہ مکروہ ہے بالاتفاق۔ اور تیسرا وہ ہے کہ دانہ اور مردار

---

(۲) (یعنی ماتن کا قول غراب ابقع یعنی وہ کوا جس میں سفید اور سیاہ دونوں رنگ ہوں، قہستانی۔ عنایہ میں کہا کہ ابقع اور سیاہ کوے کی تین قسمیں ہیں۔

ایک وہ جو دانے کھاتا ہے مردار نہیں کھاتا۔ اور یہ مکروہ نہیں ہے۔

دوسرا وہ جو صرف مردار ہی کھاتا ہے۔ اسی کو مصنف نے ابقع کہا ہے اور یہ مکروہ ہے۔

تیسری قسم جو کبھی دانے کھاتا ہے اور کبھی مردار۔ کتاب میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ مصنف کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے، اور اس آخری قسم والے کوے کو ”منح“ میں عقعق کہا گیا ہے۔“)

[رد المحتار علی الدر المختار: ج۶ ص ۳۰۵۔ کتاب الذبائح]

دونوں چیزیں کھاتا ہے...... امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، کے نزدیک حلال اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

سوال۔ ﴿۲﴾

آپ نے یہ بیان کیا کہ عقعق مانند مرغی (مرغی کی طرح) نجاست کو باشیاے دیگر (دوسری چیزیں) جیسے خاک، راکھ اور ریت کے ساتھ خلط (ملا) کر کے کھاتا ہے۔ اور شامی سے فقط یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقعق کبھی نجاست، کبھی دانہ کھاتا ہے۔ اور شامی میں یہ قید مسطور نہیں ہے کہ عقعق نجاسات کو باشیاے دیگر (دوسری چیزیں) مانند مرغی (مرغی کی طرح) ملا کر کھاتا ہے۔ تو شامی کا حوالہ دینا غلط ہے؟

جواب۔ ﴿۲﴾

اگرچہ شامی میں قید خلط بالتصریح موجود نہیں ہے مگر جمیع حنفیوں کے نزدیک یہ قید مراد ہے۔ اس لیے کہ قاضی خاں میں مسطور ہے:

کہ امام یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے عقعق کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: لا باس بہ۔ یعنی عقعق کا کھانا جائز ہے اور کچھ مضائقہ (حرج) نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ عقعق نجس کھاتا ہے، کیوں کر جائز ہو گا؟ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ عقعق خالص نجاست نہیں کھاتا ہے بلکہ نجاست کو دیگر اشیا (دوسری چیزوں) کے ساتھ ملا کر کھاتا ہے۔"

اور قاضی خاں کی عبارت یہ ہے:

"وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى انه قال: سألت أباحنيفة رحمه الله تعالى عن العقعق، فقال: لا بأس به، فقلت: إنه يأكل النجاسات، فقال: إنه يخلط النجاسة بشيء آخر، ثم يأكل فكان الأصل عنده أن مايخلط النجاسة بشيء آخر كالدجاج لا بأس به، وقال: أبويوسف رحمه الله تعالى: يكره العقعق كما تكره الدجاجة۔ (۳)

---

(۳) (یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقعق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں

چوں کہ تجربہ اور مشاہدے سے معلوم ہے کہ یہ دیسی کوا مانند مرغی (مرغی کی طرح) نجاسات کو باشیاے دیگر (دوسری چیزوں کے ساتھ) جیسے خاک، راکھ یا ریتے کے ساتھ ملاکر نہیں کھاتا۔ لہٰذا عقعق سے خارج ہوا اور غراب زرع (کھیتی کے کوے) میں بالاتفاق داخل نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ دیسی کوا حکماً عقعق میں داخل نہیں۔ اس لیے کہ کوؤں کی یہ تین قسمیں ہیں:

(۱) غراب زرع **(۲)** ابقع **(۳)** عقعق۔

چوں کہ (یہ دیسی کوا) اول و سوئم میں داخل نہیں ہوا تو ضرور دویم کے حکم میں، جو ابقع مکروہ ہے، داخل رہا۔

چناں چہ مولانا محمد احسن صاحب نے ''غایۃ الاوطار'' کی کتاب الذبائح، میں تحریر فرمایا ہے:

''جو مردار خور پرندہ ہو، چناں چہ غراب ابقع یعنی ابلق کوا، یہ سب حرام ہیں۔ انتھیٰ مافی الخانیۃ۔''(۴)

اور انہیں مولانا نے احسن المسائل اردو ترجمہ کنزالدقائق، کتاب الذبائح میں صریح لکھا ہے کہ ابلق کوے سے یہ دیسی کوا مراد ہے اور یہ حرام ہے۔ اور عبارت اس کی یہ ہے:

''جو کوا ابلق کہ مردار کھاتا ہے، حرام ہے اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے، اس کو کھانا حرام ہے۔''(۵)

اب مولانا کی ان دونوں تحریروں سے دو امر ثابت ہوئے۔

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ) نے کہ وہ نجاسات کھاتا ہے تو فرمایا: کہ نجاست کو دوسری چیز سے ملاتا ہے، پھر کھاتا ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ نجاست کو دوسری چیز سے ملاکر کھاتا ہے جیسے مرغی اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور امام ابویوسف نے فرمایا کہ عقعق مکروہ ہے جس طرح مرغی (جو نجاست کھاتی ہے) مکروہ ہے۔) [فتاوی قاضی خاں: ج۴۔ ص۳۰۹۔ کتاب الصید والذبائح]

(۴) [غایۃ الاوطار ترجمہ اردو، الدر المختار: ج۴ ص۱۷۳۔ کتاب الذبائح]

(۵) [احسن المسائل ترجمہ کنزالدقائق: ص۳۶۸۔ مطبع صدیقی بریلی۔ یہ عبارت قدیم نسخے میں ہے۔ اب جو جدید نسخے دیوبند سے چھپ رہے ہیں ان میں یہ عبارت بدل دی گئی اور اپنی من مرضی کر دی گئی ہے۔ نعیمی]

غایۃ الاوطار سے یہ ثابت ہوا کہ غراب ابقع، ابلق کوا ہے اور یہ حرام ہے۔ اور احسن المسائل سے یہ ثابت ہوا کہ ابلق کوے سے دیسی کوا مراد ہے اور (یہ) حرام ہے۔

اب ان دونوں عبارتوں سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ غراب ابقع یہ دیسی کوا ہے اور (یہ) حرام ہے۔ لہذا یہ دیسی کوا، غراب ابقع کے حکم میں داخل ہو کر حرام ہوا۔ اور یہی ہمارا مطلب تھا جو بخوبی ثابت ہوا۔

نیز مولانا نے غایۃ الاوطار "میں حلال کوے کو پہچاننے کا یہ قاعدہ تحریر فرمایا ہے۔

"تو امام (اعظم) کے نزدیک قاعدہ یہ ٹھہرا کہ جو نجاست کو دوسری چیز سے ملا کر کھائے چناں چہ مرغی تو (اس کے کھانے میں) کچھ مضائقہ (حرج) نہیں ہے۔"(٦)

اور چوں کہ یہ دیسی کوا مانند مرغی (مرغی کی طرح) نجاسات کو باشیاے دیگر (دوسری چیزوں سے) خلط کر کے نہیں کھاتا ہے تو حلال کوے سے، بموجب اس قاعدہ بالا کے، خارج ہو کر حرام کوے میں داخل ہوا۔ اور زاغ ہاے گزشتہ میں سواے غراب ابقع کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دیگر غراب یعنی کوا حرام نہیں ہے، لہذا بموجب اس قاعدے کے یہی ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوا، غراب ابقع مکروہ میں داخل ہے۔ اور مولانا کا یہ ضابطہ بعینہ قاضی خاں کا ضابطہ ہے۔ اگر یاد نہ ہو پھر دوبارہ نقل کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے:

"وعن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ انه قال: سألت أبا حنيفة رحمه الله تعالىٰ عن العقعق، فقال: لا بأس به، فقلت: إنه يأكل النجاسات، فقال: إنه يخلط النجاسة بشيء آخر، ثم يأكل فكان الأصل عنده أن ما يخلط النجاسة بشيء آخر كالدجاج لا بأس به۔"(٧)

---

(٦) [غایۃ الاوطار ترجمہ اردو، الدر المختار: ج۴ ص ۱۷۲۔ کتاب الذبائح]

(٧) (یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقعق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کہ وہ نجاسات کھاتا ہے تو فرمایا کہ نجاست کو دوسری چیز سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ نجاست کو دوسری چیز سے ملا کر کھاتا ہے جیسے مرغی اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔) [فتاوی قاضی خاں: ج۴۔ ص ۳۰۹۔ کتاب الصید والذبائح]

اب غور کرنا چاہیے کہ لفظ "ثم" جو قاضی خان کی عبارت میں ہے تعقیب و تراخی کے لیے ہے، چناں چہ نور الانوار میں مسطور ہے:

ثم للتراخی"

اور اس کے حاشیہ قمر الاقمار میں مسطور ہے:

"قوله للتراخی ای تراخی وجود المعطوف عن المعطوف علیه فاذا قلت جاءنی زید ثم عمرو کان المعنی انه وقع بینهما مهلة۔[۸]

لہذا اس عبارت کا مطلب یہ ہوا جو نجاست کو مانند مرغی (مرغی کی طرح) اولاً با شیاے دیگر (دوسری چیزوں) جیسے خاک، راکھ یا ریتے کے ساتھ خلط کرنے کے بعد کھائے وہ حلال ہے۔ اور غایۃ الاوطار کا مطلب بھی یہی ہے اس لیے کہ غایۃ الاوطار "میں لفظ ملا کر کھائے سے صاف ظاہر ہے کہ ملانے کے بعد کھانا ہو۔ اور یہ دیسی کوا، گر چہ پاک چیزیں کبھی کھاتا ہے مگر خالص نجاسات کو اشیاے دیگر (دوسری چیزوں ملائے بغیر) کھاتا ہے لہذا یہ کوا، بالاتفاق حرام ہے۔

اب ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوا، اگر عقعق کی قسم اور مرغی کی مانند (طرح) ہوتا تو مولانا کیوں اپنے قاعدہ محررہ کے خلاف اس کو حرام کہتے۔ اور باوجود یہ کہ مولانا اس دیس کے رہنے والے اور یہ دیسی کوا ہر شہر و بستی میں بکثرت موجود ہے۔ اور اس کے حالات سے بچے بچے، مرد اور عورت سب بخوبی خبر دار ہیں۔ تو یہ ممکن نہیں ہے کہ کہا جائے کہ مولانا صاحب اس دیس کے رہنے والے نہیں ہیں۔ لہذا اس کوے کے حالات سے بے خبر ہیں۔ یا یہ کہا جائے کہ دیسی کوا، ہندوستان میں ایسا قلیل الوجود ہے کہ ہر شخص اس کے حالات سے بخوبی واقف نہیں ہے، تاکہ مولانا بھی انہیں لوگوں میں شمار ہوں۔

اور نیز مولانا صاحب ذی علم مسائل فقہ سے خبر دار اور ان کی تالیف شدہ کتب فقہ جیسے غایۃ الاو

---

(۸) (یعنی ثم، تراخی کے لیے آتا ہے یعنی معطوف و معطوف علیہ (ثم کا ماقبل و مابعد) کے درمیان وقفہ و تاخیر کا کام کرتا ہے۔ مثلاً تم کہو! "جاءنی زید ثم عمر" یعنی میرے پاس پہلے زید آیا اس کے بعد عمر آیا۔)

[نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار: ص ۱۲۴۔ مبحث حروف العطف]

تار اور احسن المسائل سب ہندوستان میں شائع اور مقبول خلائق ہیں اور کئی بار چھپ چکی ہیں، نیز اہل اسلام کی ریاستیں جیسے رامپور وغیرہ میں ان کتابوں کی بموجب عمل درآمد ہے، تو یہ ممکن نہیں ہے کہ کہا جائے کہ مولانا صاحب مسائل فقہ سے بے خبر ہیں، لہذا حلال اور حرام جانوروں کی علامات ان کو کیا معلوم؟

اور یہ بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ مولانا صاحب نے بد دیانتی اور اپنی خواہش نفسانی (سے) اس دیسی کوے کو حرام لکھا ہو۔ اور بالفرض اگر مولانا کی نسبت یہ بدگمانی کی جائے تو ایسی بدگمانی تمام علماے ہندوستان کی بہ نسبت خواہ دیسی کوے کو حلال کہیں یا حرام کہیں، ممکن ہے، تو بتقدیر ایسی بدگمانی کے (یعنی بدگمانی کی صورت میں) حلال اور حرام کیسے معلوم ہوگا۔ اور چوں کہ یہ یقینی ہے کہ مولانا اس دیس کے رہنے والے اور ان دیسی کوؤں کے حال سے خبر دار اور ذی علم اور مسائل فقہ میں ان کی تالیفات موجود اور سارے ہندوستان میں شائع اور ذائع۔ اور بلا ردوقدح مقبول علما اور محبوب تمام خلائق ہیں۔ اور انہوں نے اس دیسی کوے کو باوجود یہ کہ نجاست اور دانہ دونوں کھاتا ہے بموجب اپنے قاعدہ محررہ جو قاضی خان وغیرہ سے منقول ہے اور مطابق بھی ہے نہ حلال کوؤں میں داخل کیا اور نہ مرغی کے مانند (طرح) اور نہ عقعق کی قسم سے ٹھہرایا۔

اب یقین ہوا کہ یہ دیسی کوا اگرچہ نجاست و دانہ دونوں کھاتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نجاست کو مانند مرغی خلط کر کے نہیں کھاتا ہے۔ لہذا نہ مرغی کا مانند (طرح) اور نہ عقعق کی قسم سے ہوا۔ چوں کہ حنفیوں کے نزدیک قائدہ یہ ٹھہرا کہ جو مانند مرغی (مرغی کی طرح) مردار چیزوں کو اپنے کھانے سے پہلے دیگر اشیا (دوسری چیزوں) سے ملا کر کھائے وہ حلال ہے۔

چناں چہ قاضی خاں میں مسطور ہے:

”فکان الأصل عندہ أن ما یخلط النجاسۃ بشیء آخر کالدجاج لا بأس بہ۔ (۹)

---

(۹) (یعنی گویا کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ نجاست کو دوسری چیز سے ملانے کے بعد کھاتا ہے جیسے مرغی اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

[فتاوی قاضی خاں: ج۴۔ ص۳۰۹۔ کتاب الصید والذبائح]

اور مرغی کا حال یہ ہے کہ کبھی خالص پاک چیزیں کھاتی ہے اور کبھی ناپاک چیزوں کو دیگر اشیا(دوسری چیزوں)مثل ریتہ یا خاک یا راکھ کے ساتھ خلط کرنے کے بعد کھاتی ہے۔ لہذا مرغی کی خوراک میں ناپاک چیزیں پاک پر غالب نہ ہوئیں۔ چناں چہ عالمگیری میں ہے:

ولا یکرہ أکل الدجاج المخلی، وإن کان یتناول النجاسۃ؛ لأنہ لا یغلب علیہ أکل النجاسۃ بل یخلطھا بغیرھا وھو الحب۔ (۱۰)

لہذا جو کوا کبھی پاک چیزوں کو کھاتا ہے اور کبھی ناپاک چیزوں کو دیگر اشیا(دوسری چیزوں) کے ساتھ خلط کرنے کے بعد کھائے تو اس ملانے کی وجہ سے غالب خوراک اس کی مانند مرغی (مرغی کی طرح) ناپاک چیزیں نہ ہوئیں تو بموجب ضابطہ حنفیوں کے مانند مرغی (مرغی کی طرح) ہو کر اس کا کھانا جائز ہوا اور ایسے کوے کو عقعق کہتے ہیں۔

اور دیسی کوے کی کیفیت عقعق کوے کے برخلاف ہے اس لیے کہ ناپاک چیزیں اپنے کھانے سے پہلے با اشیاے دیگر (دوسری چیزوں) جیسے خاک، راکھ یا ریتے کے ساتھ خلط کر کے نہیں کھاتا ہے۔ لہذا نہ مانند مرغی (مرغی کی طرح) نہ حلال عقعق کی قسم سے ہوا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلط سے وہ خلط مراد ہے کہ اولاً ناپاک چیزوں کو دیگر اشیا(دوسری چیزوں) کے ساتھ ملانے کے بعد کھائے اور یہ مراد نہیں ہے کہ نجاسات اور دانے دونوں کھائے۔

چوں کہ قاضی خان کی اس عبارت:

”فکان الأصل عندہ أن ما یخلط النجاسۃ بشیء آخر کالدجاج لا بأس بہ، (۱۱)

---

(۱۰) (یعنی آزاد مرغی کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔ اگرچہ اس کی غذا میں نجاست بھی شامل ہے۔ ایسا اس لیے کہ اس کی غذا میں نجاست غالب نہیں ہے بلکہ اس کی غذا میں نجاست کے ساتھ دانہ وغیرہ بھی ملا ہوا ہوتا ہے۔)

[فتاوی عالمگیری: ج۵ ص۲۹۰۔ کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان وما لا یؤکل]

(۱۱) (یعنی گویا کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ نجاست کو دوسری چیز سے ملانے کے بعد کھاتا ہے جیسے مرغی اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

سے اور اس سے قبل کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عقعق کا اختلاط ایسا ہے جیسا کہ مرغی کا اختلاط۔ اور مرغی کے اختلاط کا حال سب کو معلوم ہے کہ اول نجاست کو باشیاے دیگر (دوسری چیزوں سے) ملاتی ہے، بعدہ کھاتی ہے۔

لہٰذا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو بھی فرمایا کہ عقعق نجاسات کو بعد خلط باشیاے دیگر (دوسری چیزوں سے ملانے کے بعد) کھاتا ہے۔

چناں چہ لفظ ”ثم یاکل“ سے کہ ”ثم“ تعقیب اور تراخی کے لیے آتا ہے ثابت ہے۔ لہٰذا اگر کتب حنفیہ میں یہ پائے کہ عقعق خلط کرتا ہے کبھی دانہ، کبھی نجاسات کھاتا ہے۔

چناں چہ شامی میں مسطور ہے:

”ونوع یخلط یأکل الحب مرۃ والجیف أخری .... ھو العقعق۔“(۱۲)

یا یہ پائے کہ جو کوا نجاست اور دانوں کو جمع کرتا ہے وہ عقعق ہے۔

چناں چہ چلپی میں مسطور ہے:

”نوع یجمع بین الحب والجیف ھو حلال عند الاعظم رحمہ اللہ وھو العقعق۔“(۱۳)

یا یہ پائے کہ جو کوا خلط کر کے بعدہ نجاست کبھی دانہ کھاتا ہے۔

چناں چہ عالم گیریہ میں مسطور ہے:

”وإن کان الغراب بحیث یخلط فیأکل الجیف تارۃ والحب أخری۔“(۱۴)

یا یہ پائے کہ جو کوا نجاست کو ایسے خلط کرتا ہو جیسے مرغی۔

---

(۱۲) (یعنی کوے کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ کبھی دانہ کھاتا ہے کبھی مردار۔ اور وہ عقعق ہے۔“)
[ردالمحتار علی الدر المختار: ج۶ ص ۳۰۵۔ کتاب الذبائح]

(۱۳) (یعنی ایک کوا وہ ہے جو دانہ اور مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔ اور وہ عقعق ہے۔) [حاشیہ وقایہ بنام، ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ:
المعروف حاشیہ چلپی، مطبع منشی نولکشور: ج۲ ص ۲۰۰]

(۱۴) (یعنی اگر کوا ایسا ہو مخلوط غذا کھاتا ہو، کہ کبھی مردار کھاتا ہو اور کبھی دانہ)
[فتاوی عالمگیری: ج۵ ص ۲۹۰۔ الباب الثاني في بیان مایؤکل من الحیوان ومالایؤکل]

چناں چہ قاضی خاں میں مسطور ہے:

"فکان الأصل عندہ أن مایخلط النجاسۃ بشیء آخر کالدجاج لا بأس بہ۔[15]

تو ان جمیع عبارتوں میں نجاست سے، بموجب قاعدہ بالا قاضی خان، وہ نجاستیں مراد ہیں کہ اپنے کھانے سے پہلے باشیاے دیگر (دوسری چیزوں) مثل خاک یا راکھ یا ریتے کے ساتھ خلط کرنے کے بعد کھائے۔ نہ خالص نجاسات کہ اشیاے دیگر (دوسری چیزوں سے) خلط (کیے بغیر) کھائے۔

چناں چہ عالمگیریہ میں مسطور ہے:

"وإن کان الغراب بحیث یخلط فیأکل الجیف تارۃ والحب أخری فقد روی عن أبی یوسف رحمہ اللہ تعالی أنہ یکرہ، وعن أبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی أنہ لا بأس بأکلہ وھو الصحیح علی قیاس الدجاجۃ۔[16]

اب بقرینہ عبارت قاضی خاں کہ وہاں "ثم یا کل" کہ لفظ "یخلط النجاسۃ بشیء آخر" کے بعد وارد ہے تو بالضرور وہ اکل مراد ہے کہ بعد خلط ہو۔ اس لیے کہ "ثم" تعقیب، تراخی کے لیے ہے۔ تو عالمگیری کی عبارت میں بھی لفظ "فیا کل" کہ کلمہ "یخلط" کے بعد وارد ہے۔ فا سے تراخی اور تعقیب مراد ہوگی تاکہ عالم گیریہ کی عبارت قاضی خاں کے قاعدے کے موافق ہو۔ اور دیسی کوے اگر چہ دانہ کھاتے ہیں مگر یہ نہیں ہے کہ اول نجاسات کو باشیاے دیگر (دوسری چیزوں) جیسے خاک، راکھ یا ریتے سے خلط کرکے، بعدہ کھائے۔ نیز یہ دیسی کوا بوجہ (اس وجہ سے) کہ چڑیا وغیرہ کے بچے ہوا سے پکڑ کر کھاتا ہے، تو شکاری موذی پرندوں کے ساتھ بھی قدرے مشابہت رکھتا ہے۔

---

(۱۵) (یعنی گویا کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ نجاست کو دوسری چیز سے ملانے کے بعد کھاتا ہے جیسے مرغی اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

[فتاوی قاضی خاں: ج۴۔ ص۳۰۹۔ کتاب الصید والذبائح]

(۱۶) (یعنی اگر کوا ایسا ہے کہ مخلوط غذا کھاتا ہے کہ کبھی مردار کھاتا ہے اور کبھی دانہ تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ مکروہ ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور مرغی پر قیاس کرتے ہوئے یہی صحیح ہے۔")

[فتاوی عالمگیری: ج۵ ص۲۹۰۔ الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالایؤکل]

سوال۔ ﴿۳﴾

شامی کی عبارت گزشتہ سے معلوم ہوا کہ کوا خواہ ابلق ہو یا سیاہ پاک اور ناپاک دونوں کھاتا ہے، وہ عقعق ہے۔ اور عبارت گزشتہ کے بعد عقعق کی تشریح میں لکھا ہے کہ عقعق سیاہ اور سفید یعنی ابلق دُم دراز جسامت میں کبوتر کی مانند (طرح) پرندہ ہے۔

تو شامی کی اول اور اخیر عبارت آپس میں مخالف ہوئیں۔ اس لیے کہ اول عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عقعق کا اطلاق سیاہ اور ابلق دونوں پر ہوتا ہے اور اخیر عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ عقعق صرف ابلق کوے کو کہتے ہیں۔ اور وہ عبارت اخیر کی یہ ہے:

"(قوله والعقعق) وزان جعفر: طائر نحو الحمامة طويل الذنب فيه بياض وسواد، وهو نوع من الغربان يتشاءم به ويعقعق بسوط يشبه العين والقاف۔[17]

جواب۔ ﴿۳﴾

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اصلی عقعق ابلق یعنی سیاہ اور سفید دم دراز اور جسامت میں مانند کبوتر (کبوتر کی طرح) ہے۔ اور سیاہ کوا جو پاک اور ناپاک دونوں کھاتا ہے بموجب ضابطہ امام ابو حنیفہ صاحب رحمہ اللہ کے فقہا نے حکماً عقعق میں داخل کیا۔

چناں چہ غراب زرع سیاہ چھوٹے کوے کو کہتے ہیں، مگر فقہا نے اس سے مطلق کوا مراد لیا ہے، کہ دانہ اور پاک چیزیں کھائے۔ خواہ ابلق ہو یا سیاہ ہو یا زاغ ہو۔ چناں چہ شامی میں مسطور ہے:

"(قوله وحل غراب الزرع) وهو غراب أسود صغير يقال له الزاغ وقد يكون محمر المنقار والرجلين رملي قال القهستاني وأريد به غراب لم يأكل إلا الحب سواء كان أبقع أو أسود أو زاغا۔[18]

---

(۱۷) (یعنی عقعق جعفر کے وزن پر ہے۔ یہ پرندہ کبوتر کی طرح ہے۔ اس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ اور یہ سواد اور کالا ہوتا ہے۔ اسے لوگ باعث نحوست و بد شگونی مانتے ہیں۔ اور یہ عین اور قاف والی آواز نکالتا ہے۔) [رد المختار علی الدر المختار: ج۶ ص۳۰۸۔ کتاب الذبائح]

(۱۸) (یعنی کھیتی کا کوا حلال ہے اور کوا کالا اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اسے زاغ کہا جاتا ہے۔ اس کی چونچ اور پاؤں سرخ بھی ہوتے ہیں۔ رملی۔ قہستانی نے کہا کہ اس سے وہ کوا مراد ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے اب خواہ وہ ابقع ہو، کالا ہو یا زاغ ہو۔) [مرجع سابق: ص ۳۰۷، ۳۰۸]

چوں کہ کوّوں کی قسم بخوبی معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان اقسام میں سے غراب زرع کا کھانا بالاتفاق جائز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دیسی کوا عقعق سے خارج اور باقی اقسام کوّوں میں، جو حرام ہے، داخل ہے۔ اور اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عقعق میں امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) کا اختلاف ہے۔ امام یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک حرام اور امام ابوحنیفہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک حلال ہے۔

اب عقعق کا حال بھی سنو! کہ امام یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا کہ عقعق کا کھانا کیسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: لا باس بہ۔ یعنی عقعق کے کھانے میں باس (کوئی حرج) نہیں ہے۔

اب تک میں نے کتاب میں "لا باس بہ" کا مطلب بیان نہیں کیا تھا۔ اب فقہا کی کتب معتبرہ سے جو اس لفظ سے فقہا کا مقصود ہوتا ہے نقل کرتا ہوں۔

وہ یہ ہے کہ فقہا کے کلام میں جس فعل کی نسبت "لا باس بہ" وارد ہو۔ تو وہاں اکثر اس لفظ سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس فعل کے برخلاف دوسرا فعل مستحب ہے اور افضل ہے اور فقہا اس فعل کے برخلاف فتوی دیتے ہیں۔ چناں چہ عالمگیریہ میں مسطور ہے:

"لا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب، والصرف إلى الفقراء أفضل، كذا في السراجية. وعليه الفتوى، كذا في المضمرات. وهكذا في المحيط۔"(19)

کہ استحکام مسجد کے لیے مسجد کو چونہ لگانا بہتر ہے مگر چونہ، ساج اور سونے کے پانی سے مسجد کو نقش کرنے سے فقرا کو دینا بہتر ہے۔ اور ایسا ہی سراجیہ میں ہے۔ اور اس پر فتوی ہے۔ ایسا ہی مضمرات اور محیط میں ہے۔

---

(۱۹) (یعنی مسجد کو قلعی، ساج کی لکڑی اور سونے کے پانی سے منقش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ فقیروں پر خرچ کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔ ایسا ہی سراجیہ میں ہے۔ اور اسی پر فتوی ہے۔ ایسا ہی مضمرات اور محیط میں ہے۔)

[فتاوی عالمگیری: ج۵ ص۳۱۹۔ الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف.....]

نیز شامی نے نہایہ سے نقل کیا کہ لفظ ”لا باس“اس پر دلیل ہے کہ اس فعل کا غیر مستحب ہے۔اور شامی نے عالمگیریہ کی عبارت بالا کو بطور شاہد اور سند نقل کیا۔وہ یہ ہے:

”قال في النهاية لأن لفظ لا بأس دليل على أن المستحب غيره؛ لأن البأس الشدة اهـ ولهذا قال في حظر الهندية عن المضمرات: والصرف إلى الفقراء أفضل وعليه الفتوى۔[٢٠]

لہذا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جو امام یوسف رحمہ اللہ کو فرمایا کہ عقعق کے کھانے میں باس (کوئی حرج) نہیں ہے۔ان کا مقصود یہ ہے کہ عقعق کا کھانا افضل و مستحب نہیں ہے بلکہ اس کے کھانے سے بچنا افضل اور مستحب ہے۔چناں چہ شامی میں مسطور ہے:

”والعقعق واللقلق واللحام فلا يستحب أكلها وإن كانت في الأصل حلالا لتعارف الناس بإصابة آفة لآكلها فينبغي أن يتحرز عنه۔[٢١]

اب شامی کی اس عبارت،ینبغی ان یتحرز عنه،سے ثابت ہوا کہ عقعق کے کھانے سے بچنا بہتر ہے۔اور ایسی روایتوں پر فقہا نے فتوی دیا ہے جیسا کہ عالمگیری سے ثابت ہوا۔

اور بالفرض اگر کوئی رائے یا روایت ضعیف کہ ضابطہ بالا کے موافق نہ ہو اور اس روایت شامی سے بر خلاف ہو۔تاہم اُس ضعیف پر عمل کرنا اور راجح روایتوں کو،کہ ضوابط فقہا کے موافق ہیں، چھوڑنا اور ان کے حکم کرنا خلاف کرنا،خلاف شرع اور ناجائز ہے۔چناں چہ در مختار میں مسطور ہے:

”وأن الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للإجماع۔[٢٢]

---

(٢٠) (یعنی نہایہ میں کہا کہ لفظ ”لا بأس“اس بات پر دلیل ہے کہ اس کے علاوہ پر عمل مستحب ہے۔اس لیے کہ ”بأس“ سے مراد شدت ہے۔اسی لیے فتاوی ہندیہ کے کتاب الحظر،میں مضمرات سے منقول ہے کہ البتہ فقیروں پر خرچ کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔اور اسی پر فتوی ہے۔)

[رد المحتار علی الدر المختار:ج۱ص۶۵۸۔مطلب في أحكام المسجد]

(٢١) (یعنی عقعق کوا،سارس اور لحام (ایک قسم کی مچھلی) کا کھانا مستحب نہیں ہے،اگرچہ اصل میں حلال ہے،کیوں کہ لوگوں میں اس کے کھانے والے پر آفت پہنچنا مشہور ہے۔لہذا اس سے بچنا ہی مناسب ہے)

[مرجع سابق:ج۶ص۳۰۶۔کتاب الذبائح]

(٢٢) (یعنی قول مرجوح پر حکم اور فتوی دینا،جہالت اور مخالف اجماع ہے)

[الدر المختار:ج۱ص۴۷۔مقدمہ]

اور نیز شامی میں مسطور ہے کہ حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ مرجوح روایت پر نہ خود عمل کرے اور نہ دوسرے کو بموجب روایت ضعیف و مرجوح عمل بتائے۔ اور وہ عبارت یہ ہے:

"ومذهب الحنفية المنع عن المرجوح حتى لنفسه لكون المرجوع صار منسوخاً۔"(٢٣)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دیسی کوا نہ مانند مرغی (مرغی کی طرح) نہ عقعق کی قسم سے ہے۔ تو یہ دیسی کو احرام ہے۔ اور عقعق کے کھانے سے بچنا افضل اور مستحب ہے۔

اب ثابت ہوا کہ عقعق کے کھانے سے بچنا افضل اور مستحب ہے۔ اور یہ دیسی کوا، حرام ہے اگرچہ دانہ اور نجاسات کھاتا ہے۔ مگر مانند مرغی قبل کھانے اپنے کے نجاسات کو اشیاے دیگر کے ساتھ جیسے خاک یا راکھ یا ریت ملا کر نہیں کھاتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب. والیہ المرجع والمآب

بینظیر شگفتہ محمد گل (١٣٠٠ھ)

ت ـــــــــــــــ م ــــــــــــــــ ت

سال تاریخ از مولف

بہر سالش دی شنیدم این صدا
حکم حرمت ہست بر زاغا ن ہند
ربط قبلش از سرزاغاں بکن
تا کہ گیری سال تا پایان ھند

---

(٢٣) (یعنی مذہب حنفی میں مرجوح کے منسوخ ہونے کی وجہ سے قول مرجوح اختیار کرنا اور اس پر خود عمل کرنا منع ہے۔)[مرجع سابق]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال۔ ﴿۱﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک کافر ذبیحہ کا گوشت بیچتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ اس ذبیحہ کو مسلمان نے ذبح کیا ہے۔ اور مسلمان کے ذبح کرنے پر دلیل کافر کا قول ہے۔ اس صورت میں باعتبار قول کافر، وہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ اور مثلاً گاؤں میں عادت ہوتی ہے کہ مسلمانوں سے ذبح کرا کے کفار بیچتے ہیں۔ مگر خریدار کو سوائے قول کافر یا عادت کے دوسری وجہ سے معلوم نہیں ہوتا۔ پس اس کا حکم کیا ہے؟

جواب۔ ﴿۱﴾

اول قرینہ وغیرہ پر حکم نہیں کیا جاتا۔ تاوقتیکہ دلیل شرعی قائم نہ ہو۔ اسی وجہ سے حنفی قیافہ پر حکم نہیں کرتے۔ خاص کر حلت و حرمت میں احتیاط ضروری ہے۔ پس صورت مرقومہ میں حلت و حرمت کا حکم کہ دیانات میں سے ہے، نہ کیا جائے۔ یعنی وہ گوشت جو بقول کافر، مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے کھانا جائز نہیں ہے۔ در مختار میں ہے:

"وأصله أن خبر الكافر مقبول بالإجماع في المعاملات لا في الديانات۔ انتهى۔" (۲۴)

وقال محمد بن حسن الشيباني في الموطا:

"فإن أتى بذلك مجوسي، وذكر أن مسلما ذبحه، ....لم يصدق، ولم يؤكل۔" (۲۵)

واللہ اعلم بالصواب

---

(۲۴) (یعنی اس کی اصل یہ ہے کہ کافر کی خبر اجماعاً معاملات میں مقبول ہے دیانات میں نہیں۔)

[الدر المختار: ج۶ص ۳۴۵۔ کتاب الحظر والاباحۃ]

(۲۵) (یعنی امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، نے مؤطا میں فرمایا ہے: اگر مجوسی گوشت لائے اور بتائے کہ اس کو مسلمان نے ذبح کیا ہے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور نہ وہ گوشت کھایا جائے گا۔)

[مؤطا امام مالک: ص ۲۴۴۔ الرقم، ۶۵۷]